جنّتی بچّہ

مائل خیرآبادیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جنّتی بچّہ

ننّھے میاں کی سمجھ میں یہ بات تو اچھی طرح آ گئی کہ جنت میں آم ہوں گے، امرود ہوں گے، سیب ہوں گے، انگور ہوں گے اور بہت سے پھل ہوں گے، پھل سب میٹھے ہوں گے۔ جنّتی خوب مزے سے کھائیں گے۔

ننّھے میاں کی سمجھ میں یہ بات بھی اچھی طرح آ گئی کہ جنت میں نہریں بہتی ہوں گی۔ نہروں کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوگا، جنّتی مزے لے لے کر پئیں گے۔

اور ـــــ ننّھے میاں کی سمجھ میں یہ بات بھی اچھی طرح آ گئی کہ جنت میں ہر رنگ کے پھول اور ہر طرح کے پودے ہوں گے۔ پھول سارے کے سارے خوشبودار ہوں گے اور پودوں پر رنگ برنگ کی چڑیاں چہچہاتی ہوں گی۔ جنّتی جو پھول چاہیں گے سونگھیں گے۔ ہار بنا کر پہنیں گے اور چڑیوں کی راگنیاں سُنیں گے اور یہ بھی کہ جنت میں بڑے ٹھاٹ سے رہیں گے۔

لیکن ـــــ جب امّی جان نے یہ بتایا کہ جنت میں حوریں ہوں گی۔غلمان ہوں گے تو یہ بات ننّھے میاں کی سمجھ میں نہ آئی۔انہوں نے امّی جان سے پوچھا۔ ''یہ حوریں اور غلمان کیا۔''؟ امّی جان نے بتایا کہ غلمان وہاں کے بچّے ہوں گے اور حوریں عورتوں کی طرح اچھی ہوں گی۔ بہت اچھی، بہت ہی اچھی۔''

''اچھی بہت اچھی، بہت ہی اچھی۔'' ننّھے میاں نے یہ الفاظ دہرائے اس کے بعد امّی جان سے پوچھنے لگے کہ:

''امّی جان! حوریں کیا آپ سے بھی اچھی ہوں گی۔؟

''ہاں بیٹے! حوریں مجھ سے بھی اچھّی ہوں گی۔''

امّی جان کے اس جواب سے ننّھے میاں سوچ میں پڑ گئے۔

پھر آپ ہی آپ بولے۔ ''امّی جان سے اچھی حوریں کیسے ہوسکتی ہیں۔''؟

امّی جان نے بڑی کوشش کی کہ ننھے میاں کی سمجھ میں یہ بات بھی آجائے لیکن ان کی سمجھ میں کسی طرح نہ آیا اُن کی زبان سے ہر بار یہی نکلتا رہا۔ ''کیا امّی جان سے بھی کوئی اچھا ہوسکتا ہے۔''؟

''بیٹے! سچ مانو، حوریں ایسی ہی اچھی ہوں گی۔''

''کیا آپ نے حوروں کو دیکھا ہے''؟ ننّھے میاں نے سوال کیا۔

''نہیں، میں نے تو نہیں دیکھا۔''

''پھر آپ کو کیسے معلوم ہوا۔''؟

اللہ میاں نے اپنے کلام پاک میں حوروں کی تعریف کی ہے اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج میں گئے تھے تو آپؐ نے حوروں کو دیکھا تھا۔ آپ نے اپنے پیارے ساتھیوں (صحابہؓ) کو بتایا۔ صحابہؓ نے دوسرے لوگوں کو بتایا۔ اس طرح لوگوں نے جانا۔''

''تو پھر ٹھیک ہے۔'' ننّھے میاں نے امّی جان کی بات مان لی لیکن وہ سوچتے رہے اور بار بار کہتے رہے۔ ''نہ جانے حوریں کیسی ہوں گی۔؟''

ننّھے میاں اسی سوچ میں رہے۔ دن بھر رہے، رات آئی۔ اپنی چار پائی پر لیٹے تو یہی سوچتے رہے۔ دیر تک سوچتے رہے۔ یہی سوچتے سوچتے سو گئے۔ کچھ دیر کے بعد اچانک چونک پڑے۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔

''ایں! یہ باغ کیسا؟'' ننّھے میاں کی زبان سے نکلا اور وہ ہکّا بکّا ہو کر رہ گئے۔

''یا اللہ! یہ کون سی جگہ ہے، میں کہاں ہوں، یہ باغ کیسا ہے؟ کس کا ہے؟ بہت ہی بڑا باغ ہے۔ اس کا تو اُور چھور ہی نہیں۔ اور واہ بھئی واہ کیسے پیڑ پودے نظر آرہے ہیں۔ پیڑ پودے سب پھلوں اور پھولوں سے لدے ہیں۔ ارے واہ، آم بھی ہیں امرود بھی ہیں۔ سیب بھی ہیں انگور بھی ہیں اور طرح طرح کے پھل ہیں۔ اوہو! پھول بھی تو رنگ برنگ کے کھلے ہیں۔....''

ننّھے میاں کو بڑا تعجب یہ تھا کہ ہر موسم کے پھل اور پھول کھلے ہوئے تھے۔ انہوں نے سوچا۔ ''یہ تو انوکھی بات ہے۔ ایسا باغ نہ کبھی دیکھا، نہ سُنا۔ ہر موسم کے پھل پھول ایک ساتھ۔ آہاہا یہ باغ تو سدا بہار ہے باغ میں طرح طرح کی چڑیاں بھی تو پھدکتی پھر رہی ہیں۔ اور.....اور.....اور موتی کی طرح صاف پانی کی نہریں بھی بہہ رہی ہیں......''

ننّھے میاں آنکھیں پھاڑے یہ سب دیکھتے رہے۔ دیکھتے رہے اور تعجب کرتے رہے تعجب کرتے رہے اور سوچتے رہے۔ پھر اچانک بولے:

''اوہو! اب میں سمجھا۔ ہو نہ ہو، یہ اللہ میاں کی جنت ہے۔'' اللہ میاں کی جنت کا خیال آیا تو ننّھے میاں کے دل نے کہا۔ ''تو پھر یہاں حوریں بھی ہوں گی۔ غلمان بھی ہوں گے۔'' ننّھے میاں بڑے دھیان سے جنت کی طرف دیکھنے لگے۔ اب جو انہوں نے دیکھا تو جنت کے آس پاس چار دیواری نظر آئی۔ ایک طرف بڑا سا پھاٹک دکھائی دیا۔ ننّھے میاں پھاٹک کی طرف چلے۔ بڑا شاندار پھاٹک تھا۔ ہیرے جواہرات سے سجا ہوا تھا۔ ننّھے میاں قریب پہونچے چاہا کہ اندر جائیں۔ اچانک آواز آئی۔ ''ٹھہرو! کہاں جاتے ہو؟'' ننّھے میاں رُک گئے۔ جدھر سے آواز آئی تھی، اُدھر دیکھنے لگے۔ ادھر کچھ لوگ بیٹھے..... تھے سب کے سب بڑے خوبصورت بڑے

گورے چٹّے تھے، سب کے سب نورانی چہرے والے تھے اور بڑے بزرگ معلوم ہورہے تھے۔ ننّھے میاں کو بڑے اچھے لگے۔ سوچا ''یہ آدمی تو ہیں نہیں۔'' پھر آپ ہی آپ دل میں سوال کیا ''تو پھر کون لوگ ہیں؟ اور پھر خود کہنے لگے۔ اوہو! ہونہ ہو یہ سب جنت کی دیکھ بھال کرنے والے فرشتے ہیں۔'' فرشتوں کا خیال آیا تو ننّھے میاں کو اپنی کتاب رسالہ دینیات یاد آئی۔ اُن کو یاد آیا کہ رسالہ دینیات میں لکّھا ہے۔ جنت کے داروغہ کا نام ''رضوان'' ہے۔

یہ یاد آیا تو اب ننّھے میاں غور سے دیکھنے لگے کہ ان فرشتوں میں ''رضوان صاحب'' کون بزرگ ہیں؟ وہ اُدھر چلے۔ سوچا، پاس جاکر معلوم ہی ہوجائے گا۔ وہ اُن فرشتوں کے پاس پہونچے۔ پاس پہونچے تو پکارے۔ ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ!''

''وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔'' فرشتوں نے جواب دیا اور ننّھے میاں پر اوپر سے، دائیں سے بائیں سے پھولوں اور موتیوں کی بارش ہونے لگی۔ ننّھے میاں پھول کی طرح کھل اُٹھے۔ اس وقت نہ انہیں کسی طرح کا ڈر تھا اور نہ کھٹکا۔ ان کا دل باغ باغ ہورہا تھا۔

انہوں نے پوچھا ''آپ صاحبان میں ''رضوان'' صاحب کون بزرگ ہیں؟'' فرشتے یہ سُن کر مسکرا دیئے۔ رضوان صاحب سے ملایا۔ رضوان نے ایک فرشتے کو کچھ اشارہ کیا۔ اشارے کے ساتھ ہی ننّھے میاں

کو دودھ سے زیادہ سفید شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا شربت پلایا گیا۔ ننّھے میاں نے پیا۔ خوش ہو کر بولے ''ارے وا، ٹھنڈا تو اتنا لیکن برف کی طرح دانتوں میں نہیں لگتا۔'' ننّھے میاں نے شربت پی کر اللہ کا شکر ادا کیا اس کے بعد رضوان نے پوچھا:

''ننّھے میاں! آپ یہاں کیسے آ گئے؟''

''رضوان صاحب! یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ میں یہاں کیسے آ گیا۔''

یہ کہہ کر ننّھے میاں ہنسنے لگے۔ فرشتے بھی مسکرا دیئے۔

''اچھا یہ بتایئے آپ ادھر کیوں آئے؟''

''رضوان صاحب! میں نے بتایا کہ! میں بس ادھر آ نکلا۔ مگر جب آ نکلا اور دیکھا کہ سامنے جنت ہے تو سوچا۔ لاؤ دو گھڑی اس کی سیر کر لوں۔ تو میں یہی چاہتا ہوں کہ آپ مجھے ذرا جنت کی سیر کرا دیں۔

''ہمیں افسوس ہے ننّھے میاں! آپ ابھی جنت میں نہیں جا سکتے!'' رضوان نے ننّھے میاں کو جواب دیا۔ ننّھے میاں نے کہا۔ ''اچھی بات ہے۔ ابھی نہیں۔ تھوڑی دیر بعد سہی۔''

''نہیں نہیں.....'' رضوان نے سمجھایا ''ننّھے میاں! ''ابھی'' کا مطلب یہ ہے، کہ جب تک قیامت نہ ہو جائے، حشر کے میدان میں اللہ میاں ایک ایک سے اس کے کاموں کی جانچ پڑتال نہ کر لیں، اس وقت تک کوئی جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ قیامت سے پہلے اللہ نے اپنے رسولوں کو

تو جنت کی سیر کرادی۔ رسولوں کے سوا کوئی جنت کی ہوا تک نہیں پا سکتا۔"

"او ہو! مجھے یاد آیا رضوان صاحب! آپ نے ٹھیک کہا۔ ہماری کتاب رسالہ دینیات میں بھی یہی لکھا ہے۔ مگر بھائی اس وقت ہمارے آنے پر دھیان دیجیے ہمیں اپنا مہمان سمجھ کر بس ذرا کی ذرا......"

"نہ نہ!" ننّھے میاں پوری بات نہ کہہ سکے تھے کہ رضوان نے انکار کر دیا۔ بتایا کہ جنت میں اللہ کے حکم کے بغیر کوئی جا نہیں سکتا۔"

"تو پھر اللہ میاں سے حکم لے لیجیے۔ آپ لوگ پہونچے ہوئے ہوتے ہیں۔"

واہ میاں ننّھے! جان بوجھ کر انجان بنتے ہو۔ تم نے رسالہ دینیات میں یہ بھی پڑھا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حشر کے میدان میں حساب کتاب کر کے جنت میں جانے کا حکم دیں گے اس دن جس سے وہ خوش ہوگا وہی جنت میں جا سکے گا۔

ہاں صاحب! ٹھیک کہتے ہیں آپ، رسالہ دینیات میں یہ سب لکھا ہے۔" ننّھے میاں اُداس ہو گئے۔ انہیں یہ افسوس ہو رہا تھا کہ جنت کے دروازے پر آ کر جنت کی سیر نہ کر سکے رضوان نے سمجھ لیا کہ ننّھے میاں کیوں اداس ہو گئے؟" سمجھایا "ننّھے میاں! اداس نہ ہو! اللہ نے چاہا تو تم جنت کے مزے لوٹو گے۔ بس اللہ کو راضی کر لو۔ تم اچھے بچّے تو ہو ہی۔ بس ساری زندگی اچھے ہی بنے رہو۔ تم کو تو معلوم ہوگا کہ اچھا کس طرح بنتے ہیں۔"؟

''جی ہاں! مجھے معلوم ہے۔ بس آدمی اچھے کام کرے۔ میں آپ کی دعا سے اچھے کام کرتا ہوں۔ میں اپنی امّی کا کہنا مانتا ہوں۔ ابا جان کا ادب کرتا ہوں۔ جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ کرتا ہوں شوق سے پڑھتا ہوں۔ کسی سے لڑتا نہیں۔ سچ بولتا ہوں۔ نانی اماں کی عینک کھو جاتی ہے تو ڈھونڈھ کر دیدیتا ہوں۔ دادا جان کے پاس بیٹھ کر اُن کا دل بہلاتا ہوں۔ تو ہوا میں اچھا بچہ؟''

''بے شک، یہ سب اچھے کام ہیں مگر اتنا ہی نہیں......''

''اچھا تو اور سُنیے۔ وہ جو ہمارے گھر کے سامنے بوڑھی ماں رہتی ہیں۔ وہ اندھی ہیں نا! تو میں روز اُن کو کھانا دینے جاتا ہوں، میری امّی کہتی ہیں کہ غریبوں کو کھانا کھلانے سے اللہ خوش ہوتا ہے۔ دیکھیے رضوان صاحب! ہماری امی جان بڑی سچّی ہیں۔ جھوٹ بات نہیں کہتیں جھوٹ بولنے والے سے تو اللہ میاں ناراض ہو جاتے ہیں ٹھیک ہے نا رضوان صاحب!''

''ہاں ٹھیک ہے ننھے میاں! مگر اللہ کو خوش کرنے کی خاص خاص باتیں تم نے نہیں بتائیں۔''

''خاص خاص باتیں۔''؟ ننّھے میاں سوچنے لگے۔ بھئی خاص خاص باتیں کیا؟ پھر کچھ سوچ کر پھڑک اُٹھے۔ ''رضوان صاحب! سُنیے۔ خاص بات۔ مجھے یاد آ گئی۔ رسالہ دینیات والی بات۔ دیکھیے میں اللہ کا

دین پھیلاتا ہوں۔ اپنے دوستوں کو اکٹھا کرتا ہوں۔ اُن سے کہتا ہوں۔ اچھے کام کرو۔ بُرے کام چھوڑ دو۔ اپنی امی کا کہنا مانو۔ باپ کا ادب کرو۔ غریبوں کی مدد کرو......''

''ارے بھئی، ننّھے میاں! یہ اچھے کام تو تم بتا چکے۔ ہاں تم نے دین پھیلانے کی بات بتائی۔ یہ خاص باتوں میں سے ایک بات ہے اور خاص خاص باتیں بتاؤ۔''

اور خاص خاص باتیں!'' ننّھے میاں سوچنے لگے۔ کچھ یاد نہ آیا تو پوچھ بیٹھے۔

''اچھا تو آپ ہی بتا دیجیے۔؟''

''سنیے ننّھے میاں! سب سے پہلی بات یہ ہے کہ پہلے آدمی مسلمان تو ہو۔''

''ارے وا! آپ نے بھی کیا بات کہی۔ وہ تو میں جانتا ہی ہوں۔ اللہ کے فضل سے میں مسلمان ہوں۔ یہ بھی کوئی بتانے کی بات ہے!''

''اچھا تو بتائیے۔ مسلمان کسے کہتے ہیں۔؟''

''رضوان صاحب! یہ تو مجھ سے حرف بحرف سُن لیجیے۔ اس کا جواب تو مجھے خوب یاد ہے۔''

دیکھیے مسلمان وہ ہے جو اللہ پر ایمان لائے۔ اللہ کے فرشتوں پر ایمان لائے اور اللہ کی کتابوں پر ایمان لائے، اور اللہ کے رسولوں پر ایمان

لائے۔ اور دیکھیے سب سے بڑی بات یہ کہ اللہ کی آخری کتاب قرآن پاک میں جن جن باتوں پر ایمان لانے کے لیے لکھا ہے۔ ان سب باتوں پر ایمان لائے۔"

"شاباش! ننّھے میاں! شاباش! تم بڑے اچھے بچّے ہو۔ مگر یہ بتاؤ کہ بس ایمان لانا ہی کافی ہے۔؟"

"اچھا! آپ نے یہ وہ بات پوچھی جو ہمارے مولوی صاحب نے ایک دن پوچھی تھی۔ ہمارے مولوی صاحب نے ایک دن ہم سے یہی سوال کیا پھر آپ ہی کہنے لگے کہ بس ایمان لانا ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ ایمان لانے کے بعد ضروری ہے کہ اللہ نے جن باتوں کے کرنے کا حکم دیا ہے انسان اُن کو کرے اور اس طرح کرے جس طرح پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا، سمجھایا اور کر کے دکھا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کے کرنے سے روکا ہے ان سے رک جائے یعنی ان بُرے کاموں کو نہ کرے۔ رضوان صاحب! ہمارے مولوی صاحب بہت قابل آدمی ہیں۔ وہ کبھی غلط بات نہیں بتاتے۔"

"بالکل ٹھیک بتایا مولوی صاحب نے۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ اللہ نے کن باتوں کے کرنے کا حکم دیا ہے۔؟"

"لیجیے، یہ بھی سنیے.....!" امی جان کا کہنا مانو۔ باپ کا ادب کرو۔ غریبوں کی مدد کرو......"

''اُونھ، ننّھے میاں! آپ نے پھر وہی رٹا ہوا سبق سُنانا شروع کردیا۔ ترتیب سے بتاؤ۔؟''

''ترتیب سے! ترتیب کے معنیٰ کیا ہیں۔؟''

''ترتیب کے معنیٰ یہ کہ پہلے یہ بات، اس کے بعد یہ بات۔ اُس کے بعد یہ اور یہ وغیرہ۔''

اب تو ننّھے میاں رضوان کا منہ تکنے لگے۔ رضوان نے بتایا۔ ''دیکھو ننّھے میاں! مسلمان ہونے کے ساتھ ہی سب سے زیادہ، نہایت ضروری یعنی سب سے پہلے کرنے کی بات یہ ہے کہ مسلمان نماز کا پابند ہوجائے۔''

''ارے دا۔ یہ تو میں جانتا ہوں۔ میں ''پابند'' کے معنیٰ جانتا ہوں۔ پابند کے معنیٰ ہیں پانچوں وقت کی نمازیں ٹھیک وقت سے اور جماعت کے ساتھ پڑھنے والا۔''

''ارے بھئی، جانتے تھے تو بتاتے اچھا اب بتاؤ۔ اُس کے بعد کیا کرے۔؟''

''ہمارے مولوی صاحب نے بتایا تھا کہ نماز پڑھنے والے کو چاہیئے کہ پھر کوئی بُری بات نہ کرے۔ جھوٹ نہ بولے۔ چوری نہ کرے۔ کسی کا منہ نہ چڑائے۔ کسی کو لنگڑی نہ لگائے۔ بے پوچھے کسی کی چیز نہ لے لے۔ تختہ سیاہ پر الّو کی تصویر نہ بنائے۔ کسی کو چونچ نہ دکھائے

یہ سب بُرے کام ہیں۔ ہیں نا! ہمارے مولوی صاحب نے کہا تھا کہ نماز تمام برائیوں سے روک دیتی ہے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ یہ بات قرآن میں لکھی ہے۔ اور قرآن کی کوئی بات غلط نہیں۔

یہ جواب سُن کر رضوان صاحب اور دوسرے فرشتے مسکرائے۔ ننّھے میاں سے بہت خوش ہوئے پھر کہنے لگے کہ ننّھے میاں! ابھی تم بچّے ہو۔ بچوں کی طرح ہی باتیں کرتے ہو۔ دیکھو میں تم کو بتاتا ہوں کہ تمہارا کام یہ ہے کہ سب سے پہلے قرآن اور پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری باتیں یعنی حدیث کا علم خوب جی لگا کر سیکھو۔ یہ علم حاصل کیے بغیر ساری باتیں جان لینا بہت مشکل ہے۔ جو بات جانتے جاؤ، اس پر عمل کرتے جاؤ۔ عمل کرنے کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی بتاتے جاؤ اور........''

''رضوان صاحب! وہ تو میں کرتا ہوں۔ اسی کو تو دین پھیلانا کہتے ہیں۔''

''ٹھیک ہے۔ ایک بات اور سُن لو۔ دین پھیلانے میں بڑی مشقت جھیلنا پڑے گی تو دیکھو صبر سے کام لینا۔''

''بالکل ٹھیک ہے رضوان صاحب! ایک بار میں نے جلال سے کہا کہ بھائی نماز پڑھا کرو۔ روزے رکھا کرو۔ تو وہ بگڑ گیا۔ توبہ توبہ! کہنے لگا کہ کیا میرے گھر کھانا نہیں جو بھوکوں مروں۔ رضوان صاحب! مجھے اس وقت غصّہ ہی آ گیا تھا مگر میں غصّہ پی گیا۔ اسی کو تو کہتے ہیں صبر!''

اچھا کیا تم نے۔ ایک بات اور یاد رکھنا۔ جب کوئی کام کرنا تو یہ یاد رکھنا کہ اللہ تم کو دیکھ رہا ہے۔''

''رضوان صاحب! یہ بات تو مجھے معلوم ہے۔ میں آپ کو بڑا مزے دار قصہ سناؤں۔ ایک دن مولوی صاحب نے پانچ سوال لکھائے ہم سب کو الگ الگ بٹھا دیا۔ اور یہ کہہ کر کمرے کے باہر چلے گئے کہ نقل نہ کرنا اور نہ آپس میں پوچھنا۔ مولوی صاحب کے جانے کے بعد میں تو چپکے سوال حل کرتا رہا مگر دُولارے لکھنے پڑھنے میں بڑا کمزور ہے۔ اس کا جی ہی نہیں لگتا پڑھنے میں تو آئے گا کیا خاک۔ اچھا تو دولارے نے اِدھر اُدھر نقل کرنے کی کوشش کی۔ ہمارے مولوی صاحب چلے تو گئے کمرے کے باہر لیکن وہ چھپ کر دیکھتے رہے کہ کون لڑکا نقل کر رہا ہے۔ پھر میں کیا بتاؤں آپ کو۔ دولارے کی وہ پٹائی ہوئی ہے کہ بس توبہ ہی بھلی۔ آپ نے بالکل ٹھیک کہا کہ اللہ سب کچھ دیکھتا رہتا ہے۔ اس سے تو کچھ بھی نہیں چھپ سکتا۔ ہمارے مولوی صاحب سے تو چھپ سکتا ہے لیکن اللہ کو تو ڈھکا چھپا سب معلوم ہے۔ جو اس کو حاضر و ناظر یعنی دیکھنے والا نہ سمجھے گا۔ سچی بات یہ ہے کہ وہی بُرے کام کرے گا دُولارے کی طرح۔ اور پھر جس طرح دولارے کی پٹائی ہوئی اسی طرح اللہ میاں قیامت کے دن ایسے آدمی سے ناراض ہوں گے۔ تو بھلا جس سے اللہ میاں ناراض ہوں گے اسے جنت کس طرح مل سکتی ہے۔؟''

بالکل ٹھیک ہے ننّھے میاں! تم بڑے سمجھدار لڑکے ہو۔ اچھا اب جاؤ اپنے گھر۔ اللہ کے حکموں کو جانتے رہنا اور اُن پر چلتے رہنا۔ اُس کے بعد اللہ نے چاہا تو جنت تمہاری ہے۔

''اچھا خدا حافظ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ!''

سلام کر کے رضوان نے ننّھے میاں کو سینے سے لگالیا۔ رضوان نے سینے سے لگایا تو ننّھے میاں کو بڑا اچھا لگا۔ ایسا اچھا لگا جیسے انہیں جنت مل گئی۔ انہیں نیند سی آنے لگی اور وہ سو گئے۔ جاگے تو ادھر ادھر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے۔ نہ اب رضوان صاحب نہ فرشتے اور نہ جنت سامنے۔ نہ جنت کا دروازہ۔ بس اپنی چارپائی پر لیٹے تھے۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئے۔ اُن کی زبان سے نکلا:

''ارے وا، میں تو اپنے گھر ہی میں ہوں۔''

اُن کی یہ بات امی جان نے سُنی۔ پوچھا کیا بات ہے۔''؟ تو ننّھے میاں نے اپنا پورا خواب کہہ سنایا۔ امّی جان خواب سُن کر بہت خوش ہوئیں۔ دعا دی کہ اللہ تعالیٰ ننّھے میاں کو پکّا اور سچّا مسلمان بنائے اور اُن سے اپنی مرضی کے کام لے اور آخرت میں جنت عطا فرمائے۔